دینی وعصری تعلیمی اداروں کی نظامِ تعلیم پر ایک طائرانہ نظر

رضوان اللہ پشاوری

ہر قوم وملّت کو تعلیم کی اشد ضرورت ہوتی ہے، تعلیم کے بغیر انسان، انسانی شکل میں حیوان ہوتا ہے کیونکہ تعلیم یافتہ انسان ہر گوشۂ زندگی سے آگاہ ہوتا ہے اور ہر کام کا طریقہ اور ڈھنگ جانتا ہے لیکن آج کل تو تعلیم فقط نام کی رہ چکی ہے۔ اسکولوں میں بھی زبانی جمع خرچ کی جاتی ہے، فقط فیس کو جمع کیا جاتا ہے اور پھر امتحانات میں اپنے حال ہوتے ہیں تو اللہ اللہ خیر! حالانکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ العلم فریضة علیٰ کلّ مسلم کہ علم حاصل کرنا ہر انسان کا فریضہ ہے۔ اس سے تو مراد وہ علم ہے کہ جس کے بغیر زندگی گزارنا ناممکن ہو، مثلاً ان چیزوں کا علم رکھنا کہ جو دن رات کا عام معمول ہو، نماز سیکھنا وغیرہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ ان ہستیوں کے بارے میں جاننا جن پر ہم ایمان لائے ہیں، میری مراد آقائے نامدار، فخر موجودات، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آدمی ان کی سیرت سے اپنے کو آگاہ رکھیں۔

مجھ پر اس ۲۵ سالہ زندگی میں دو ادوار تعلیم کے لحاظ سے گزر گئے۔ ایک وہ دور تھا کہ جب ہم پرائمری اور مڈل لیول میں پڑھتے تھے تو اس وقت جب ہم کتاب کھولتے تھے تو اول وہلہ میں نظر حمد ونعت پر پڑتی تھی اور پھر اس کے بعد ایک سبق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مشتمل ہوتا تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا تو اس وقت جب ہم ”ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ“ والا سبق پڑھتے تھے تو ہمارے استاذ محترم نے ہمیں سیرت کے پہلو پر ایک طویل لیکچر دیا تھا تو ظاہر بات ہے کہ جب بچپن ہی سے آدمی کے ذہن میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایک ایک پہلو کا تذکرہ ہو تو جوں جوں آدمی بڑھتا جائے گا تو تب تک اس کے ذہن میں وہ سارا نقشہ ہوتا ہے اور پھر اس کو بچپن کی وہ یادیں ستاتی ہیں تو وہ اسی شوق اور ولولہ کو لے کر اپنے آقائے نامدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنی زندگی میں لانے کی کوشش کرتا ہے اور آہستہ آہستہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپناتے اپناتے مکمل متبع سنت بن جاتا ہے۔

اور دوسرا دور یہ ہے کہ جس سے ہم آج کل گزر رہے ہیں کہ ہماری ساری کتب ان ہستیوں کی سیرت سے خالی پڑی ہیں۔ میں نے بارہویں جماعت کی اردو کتاب مطالعہ کے لیے اٹھائی تو بہت افسوس ہوا کہ پہلے تو ہم جب کتاب کھولتے تھے تو پہلی نظر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت والے سبق پر پڑتی تھی مگر افسوس کہ آج ہمارے تعلیمی اداروں کے کتب ان سے خالی پڑی ہیں۔

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم جب نصاب میں کوئی ایسی چیز داخل کرتے ہیں جو ہمارے دین کے احیاء کے لیے مدد معاون ہو تو اس پر غیر ممالک سے اعتراض آجاتا ہے تو پھر ہم ڈر کی وجہ سے خارجِ نصاب کرتے ہیں تاکہ ہمارے غیر مسلم بھائی ناراض نہ ہو۔ اللہ اور اس کے رسول ناراض ہو جائیں تو کوئی بات نہیں لیکن ہمارے وہ بھائی ناراض نہ ہو۔

تو یہی وجہ ہے کہ یہی بچے ہمارے مستقبل کے معمار ہے تو جب یہ اپنے بچپن میں یہ چیزیں پڑھیں گے تو پھر کل وہ بڑے ہو کر جب ہمارے مستقبل کے معمار بنیں گے تو وہی کریں گے جو ان کو سکھایا گیا تھا۔ صرف یہی افسوس ناک بات نہیں بلکہ جب بارہویں کی اردو کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو اس کی ابتدا ہی ایک افسانے سے کی گئی تھی اور اس میں ایک خواب کا تذکرہ کیا ہے، تو یہی وجہ ہے کہ ہمارے حکمران خواب خرگوش میں سوئے ہیں۔ اسی وجہ سے تو ان کی تعلیم بھی خوابوں سے شروع ہوتی رہی ہے اور پھر وہ خواب جو شرمندہ تعبیر بھی نہ ہو سکے، فقط ایک جھوٹا افسانہ، کہ اس کو پڑھا اور کچھ بھی حاصل نہ ہو، انہ کچھ آیا نہ کچھ گیا۔ اب ہماری ان غلطیوں کا ازالہ کیسے ہو؟ تو اس کے لیے ذہن میں یہ ایک ترکیب آئی ہے کہ ہمارے حکمرانوں سے درخواست ہے کہ علماء، اردو ادیبوں اور مشہور نامور ہستیوں کو جمع کر کے ایک نصابی کمیٹی تشکیل دی جائے اور پھر جب یہ کمیٹی ایک ہدف تک پہنچ جائے یا ایک نصاب تشکیل دیں اور پھر یہی نصاب ہو، نہ کہ اس میں دن بدن تبدیلی لائی جاتی رہے، اسی دن بدن تبدیلی کی وجہ سے تو ہمارے نظام تعلیم کا یہ حال ہے، اس کے برخلاف مدارس کا نظام تعلیم ہے جب سے دارالعلوم دیوبند قائم ہوا ہے اور اسی وقت علماء کرام نے مسائل جھیل کر کے ہر لیول کے طلبائے کرام کے لیے ایک نصاب مقرر کر رکھا ہے تو آج تک وہی نصاب الحمدللہ ایک منظم تنظیم وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت قائم ہے لیکن بعض لوگوں نے مدارس کے نظام تعلیم کو بھی نہیں چھوڑا، اب اس میں تبدیلی لانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، آج کل مدارس کے نصاب و نظام پر یہ اعتراض بہت شد و مد کے ساتھ کیا جا رہا ہے کہ مدارس کا نصاب وقتی تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے اور اس سے ملکی ضروریات پورے نہیں ہو رہے ہیں۔ حالانکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ اعتراض بے جا ہے کیونکہ مدارس کا نصاب عصری تقاضوں سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے اور مدارس کے تعلیمی ماہرین کی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اور وہ وقتاً فوقتاً اس نصاب کا جائزہ لیتی رہتی ہے اور جہاں پر ضرورت ہو تو وہاں سے وہ کمزوری دور کر کے مکمل طور پر مفید بنا دیتی ہے۔ غرض یہ کہ مدارس کے نصاب و نظام مکمل طور پر متحرک اور جس مقصد کے لیے دینی نظام کو بنایا تھا مدارس کے نصاب و نظام سے وہ مقاصد پورے ہوتے ہیں۔ آجکل ہمارے بعض بھائی مدارس پر یہ اعتراض

بھی کرتے ہیں کہ مدارس دنیا کے لب ولہجے سے نا آشنا ہے۔ اگر اس اعتراض پر ہم غور کریں تو یہ اعتراض بے محل ہے، کیونکہ مدارس دنیا کے ساتھ چلنے کی سکت رکھتے ہیں اور ہمیشہ دنیا کے لوگوں کی خدمت کی ہے اور جب بھی اس قوم وملت پر کوئی آفت ٹوٹی ہے تو مدارس کے غیور اور مخلص حضرات نے اس قوم وملت کی ہر محاذ پر مدد و معاونت کی ہے اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا، مدارس نے ہمیشہ قوم وملک کے لیے خدمات پیش کی ہیں اور جب بھی وطن عزیز پر کوئی سخت گھڑی آئی ہے تو مدارس نے کندھا دے کر ملک وقوم کو اس مصیبت سے نکالا ہے۔ جب ملک میں سیلاب، زلزلے اور قدرتی آفات آئی ہے تو اہل مدارس نے اس سخت گھڑی میں مصیبت زدہ لوگوں کی جانی و مالی خدمت کر کے اپنی ذمہ داریاں نبھائی ہے لیکن پھر بھی بعض نام نہاد لوگ مدارس کے نصاب ونظام پر انگلی اٹھاتے ہیں اور مدارس کو دہشت گردی کے اڈے تصور کرتے ہیں، حالانکہ یہ بات غلط اور خلاف عقل ہے کیونکہ مدارس نے ہمیشہ معاشرے کو امن وآشتی، اخوت و بھائی چارے کا درس دیا ہے اور پورے معاشرے کو ایک نقطے پر جمع کرنے کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔ اگر پھر بھی مدارس کے فعال کردار پر کسی کو اعتراض ہے تو یہ کم فہمی اسکی ذات تک محدود ہوگی جو اتنے بڑے نظام پر انگلی اٹھاتا ہے۔

☆......☆......☆

طلبہ کو ایک نصیحت

یہ بات یاد رہے کہ دینی مدارس میں پڑھایا جانے والا نصاب، علوم دینیہ میں استعداد اور صلاحیت کی ایک کنجی اور مفتاح فراہم کرتا ہے، اس لئے مطالعہ بڑھانے اور علم میں پختگی لانے کا دور فراغت کے بعد سے شروع ہوتا ہے، اگر آپ نے اس نصاب ہی کی حد تک اپنا مطالعہ محدود رکھا اور اس سے حاصل ہونے والی استعداد سے مزید فائدہ نہیں اٹھایا تو آپ کے علم میں پختگی اور مطالعے میں وسعت نہیں آئے گی اور یہ اپنے ساتھ آپ کی بڑی زیادتی ہوگی......اس لئے اسلام کے اصل مصادر و مراجع، علمائے اسلام کی تصانیف و تالیفات اور ان کی تحریری کاوشوں کے وسیع اور گہرے مطالعہ کا زمانہ اب سے شروع ہوا ہے، اپنے علم میں گیرائی اور گہرائی لانے کے اس دور کی آپ قدر کریں، اپنے مطالعہ کو آپ بڑھائیں، مختلف علوم وفنون کا اپنے مزاج اور اپنی مصروفیات کے حساب سے مطالعہ جاری رکھیں۔

ہمارے آج کے فضلاء کی اکثریت کا ایک المیہ یہ ہے کہ وہ فارغ ہونے کے بعد آگے بڑھنے اور مزید مطالعہ کرنے اور عمل میں رسوخ پیدا کرنے کا جذبہ اور شوق نہیں رکھتی، وسائل اور حالات کتنے ہی ناسازگار کیوں نہ ہوں، انسان کا شوق وولولہ ہمیشہ فاتح اور غالب رہتا ہے، اس لئے اپنے اندر شوق وولولہ پیدا کریں، عزم بلند رکھیں اور تعلیمی نصاب سے جو صلاحیت آپ کو حاصل ہوئی ہے اس کو اپنی علمی ترقی کے لئے بروئے کار لائیں۔